بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضل العلماء و مكانتهم في الشرع

علماء کی فضیلت اور شریعت میں ان کی منزلت

از شیخ عبد السلام بن برجس رحمہ اللہ

درس کا اختصار مع ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد

ہماری اس گفتگو کا موضوع بہت اہمیت رکھتا ہے اس وجہ سے کہ اس امت کے ہر فرد کو اسے جاننے کی ضرورت ہے۔ اس امت میں جو بھی کمی اور کمزوری آئی ہے وہ اس وقت آئی جب کہ دین کی پہچان اور نشانیوں میں لوگ تفریط کا شکار ہو گئے، جن نشانیوں میں سے علماء کا احترام اور شریعت میں ان کی منزلت کی پہچان بھی ہے۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ موضوع دین کی وہ پہچان یا نشانیوں میں سے ہے کہ جس کے ضائع ہونے سے دین کے اندر دراڑ پڑ جائیگی اور اس کی عمارت گر جائیگی۔ یہ اس لئے کہ علماء وہ کڑی ہیں جو صاحب شریعت ﷺ تک پہنچتی ہے، اور وہی دین کو اٹھائے ہوئے ہیں اور انہیں کے ذریعے ہم تک اللہ عزوجل کی شریعت پہنچی ہے۔ تو جب ان علماء کا احترام نہ ہو اور نہ ہی ان کے حقوق پہچانے جائیں تو مت پوچھو اس افراتفری کا جو لوگوں میں پھیلے گی جس کا تعلق ان کے پاس سب سے عظیم چیز سے ہو گا اور وہ ان کا دین ہے۔

ہم اس موضوع پر گفتگو چند نقطوں پر کرینگے

پہلا نقطہ: علماء کی فضیلت اور شریعت میں ان کی منزلت

کتاب و سنت کے نصوص ایک دوسرے کے ساتھ علماء کی فضیلت بیان کرتے ہیں، اور ان کی اعلی منزلت اور ان کے علم کے شرف پر امت کا اجماع ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلَّا هُوَ والملائكة وَأُوْلُواْ الْعِلْمِ قَآئِمَاً بِالْقِسْطِ لاَ إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (آل عمران : ١٨) یعنی اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہلِ علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے اہل علم کو گواہ بنایا ہے اس چیز پر جو سب سے با وقار چیز ہے جس پر گواہی لی گئی اور وہ ہے اللہ کی توحید اور صرف اسی کو عبادت میں اکیلا ماننا۔

یہ آیت علماء کی فضیلت پر کئی طرح سے دلالت کرتی ہے۔انمیں یہ ہیں کہ اللہ نے ان کی گواہی کو پیش کیا اور ان کے علاوہ کسی اور انسان کی گواہی کو پیش نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی گواہی کے ساتھ انکی گواہی کو جوڑ دیا۔یہ گواہی ان کے تزکیہ اور ان کے عدل وانصاف کو شامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف سچے اور امانتدار کو ہی گواہ بناتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی گواہی سب سے باوقار، سب سے عظیم اور بڑی چیز پر لی ہے اور وہ ہے لا الہ الا اللہ پر گواہی۔اور یہ معلوم ہے کہ جو عظیم القدر ہے وہ کسی بڑی چیز پر گواہی کسی بڑی مخلوق یا ان کے سردار سے ہی لیتا ہے۔

کتاب اللہ میں (نصوص) جو علماء کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے یہ ہیں:

اللہ نے اہلِ علم اور غیر اہلِ علم کے بیچ میں برابری نہیں کی جو ان کی فضیلت اور ان کے شرف پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ (الزمر: ۹) یعنی۔۔کہو! کیا علم والے اور بے علم والے برابر ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوتے ہیں۔اس کا معنیٰ ہے کہ کیا وہ جو اپنے رب کے بارے مین اور اس کی شریعت کے احکام کے بارے میں اور اللہ کی جزا کا علم رکھتا ہے برابر ہے اس شخص کے جو ان مین سے کسی چیز کا علم نہ رکھتا ہو؟ ہرگز نہیں! یہ برابر نہیں ہوسکتے جیسے رات اور دن، روشنی اور اندھیرا اور پانی اور آگ برابر نہیں ہوسکتے۔

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان:﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ (المجادلة: ۱۱) اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے درجے کو بلند کرے گا جو ایمان لائے اور جو علم دئے گئے۔اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے (خوب) خبردار ہے۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان:﴿ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ﴾ (البقرة: ۲۶۹) یعنی وہ جسے چاہے حکمت (عقل وفہم) دیتا ہے اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا گیا اسے بہت ساری بھلائی دے دی گئی۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے اس شخص کے لئے جسے اس نے علم دیا ہے اور یہ کہ اللہ نے اسے بہت زیادہ خیر سے نوازا۔ یہاں حکمت سے مراد علمِ نافع اور عملِ صالح ہے۔اور یہ بعض چیزیں ہیں جو کتاب اللہ مین علماء کی فضیلت اور شریعت میں ان کی منزلت کے تعلق سے آیئں ہیں۔

رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سنت میں ان کی فضیلت جو بیان ہوئی ہے ان میں سے:

شیخین (امام بخاری اور مسلم) نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا: من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين. اللہ جس کے لئے خیر چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ دے دیتا ہے۔

یہاں پر فقہ سے وہ علم مراد ہے جو عمل کے لئے لازم ہو۔ تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں سمجھ کی توفیق دیتا ہے اور اس کے لئے آسان کر دیتا ہے اور یہ علماء کا مقام ہے۔ اور جس کے لئے خیر نہیں چاہتا اسے دین میں سمجھ نہیں دیتا اور یہ مشاہدہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ نہیں رکھتا اور نہ ہی دینی احکام کا علم رکھتا ہے اس سے عبادات اور معاملات میں بہت ساری غلطیاں ہوتی ہیں اور وہ پھسلتے بھی ہیں برعکس اس عالم کے جس کی عبادات اور معاملات شرعی دلیلوں اور نصوص پر قائم ہوتی ہے اور اس میں غلطی بہت ہی کم ہوتی ہے اور ایسی غلطی سے کوئی عالم یا غیر عالم نہیں بچتا۔

سنت میں علماء کی فضیلت اور ان کی اعلیٰ منزلت کا بیان

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَثَلَ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ عَزَّ وَجلَّ مِنَ الْهُدَى، وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصابَ أَرْضًا، فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزرَعَوْا، وَأَصابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لا تُمْسِكُ مَاءً، وَلا تُنْبِتُ كَلأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللهِ، وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِيَ اللهُ بِهِ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ(البخاري : ٧١ و مسلم : ١٠٣٧ و اللفظ له)

اللہ نے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر (خوب) برسے۔ بعض زمین جو اچھی ہوتی ہے وہ پانی کو جذب کر لیتی ہے اور بہت زیادہ سبزہ اور گھاس اگاتی ہے، اور بعض اس میں سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے تو اللہ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے تو وہ اس سے پیتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں اور کھیتی کرتے ہیں۔ اور جب دوسری زمین پر پانی پڑتا ہے جو چٹیل ہوتی ہے، نہ وہ پانی کو روکتی ہے اور نہ سبزہ اگاتی ہے۔ تو یہ مثال ہے اس کی جس کو اللہ کے دین کی سمجھ حاصل ہے اور اس کو نفع پہنچا اس چیز سے جسے دے کر اللہ نے مجھے بھیجا ہے، تو اس نے سیکھا اور سکھایا اور (دوسری) مثال اس کی جس نے سر نہ اٹھایا (توجہ نہ دی) اور نہ ہی اس ہدایت کو قبول کیا جس کو دے کر اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔

اس حدیث میں دو مثالیں ہیں۔

پہلی مثال: اس علم اور ہدایت کی جسے لے کر رسول ﷺ آئے اس کی مثال بارش جیسی ہے، اور ان دونوں سے زندگی حاصل ہوتی ہے۔ بارش سے زمین کی زندگی اور علم وہدایت سے روح کی زندگی۔ تو یہ پہلی مثال ہے۔

دوسری مثال: دل کی مثال زمین سے کہ یہ دونوں قبول کرنے کی جگہ ہیں۔ تو زمین پر بارش نازل ہوتی ہے جس طرح دل پر علم اترتا ہے۔ تو دل علم کی جگہ ہے اور زمین پانی کی جگہ ہے۔

پھر نبی ﷺ نے لوگوں کی تین قسمیں بیان کی ان کے علم کی قبولیت، حفظ اور سمجھ کے اعتبار سے

پہلی قسم ان لوگوں کی جن میں شریعت اسلامی کی حفاظت اور اس کی فہم دونوں کی فضیلتیں جمع ہیں۔ وہ قرآن وسنت کے حفظ کے ساتھ ان نصوص میں شارع کی مراد کا بھی فہم بھی رکھتا ہے، تو اسے حق کی موافقت اور صحیح چیز کی توفیق حاصل ہے اور یہ وہ قسم ہے جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ 'وہ پانی کو جذب کر لیتی ہے اور بہت زیادہ سبزہ اور گھاس اگاتی ہے'۔ تو پانی کو جذب کر لینا کنایہ ہے حفظ کا اور اور بہت زیادہ سبزہ اور گھاس اگاتی ہے کنایہ ہے فہم اور سمجھ کا اور جو اس (علم) سے فائدہ پہنچتا ہے۔ تو وہ خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔

دوسری قسم اس کی ہے جسے قوی حافظہ دیا گیا ہے جس سے وہ قرآن وسنت کو حفظ کرتا ہے مگر اسے نہ فہم دیا گیا اور نہ وہ خود احکام کو مستنبط کر سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں اشارہ ہے: 'اور بعض اس میں سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے تو اللہ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے'۔ تو یہ دونوں قسمیں سعادت مند لوگوں کی ہیں جو بلند درجے اور اونچی قدر ومنزلت والے ہیں۔﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ (الجمعة : ٤) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ تعالی بڑے فضل کا مالک ہے۔
امام احمد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ: لوگوں کی محتاجی علم کے لئے انکے کھانے اور پینے کی حاجت سے زیادہ ہے، کیونکہ کھانے پینے کی حاجت دن میں ایک یا دو بار ہے لیکن علم کی حاجت انکے سانس چلنے کے برابر ہے۔ (اسے ابن عساکر نے تاریخ دمشق ۲۵۶/۳۷ میں روایت کیا)

تیسری قسم اس شخص کی ہے جو دونون فضیلتوں سے محروم کیا گیا۔ نہ اسے حفظ دیا گیا اور نہ فہم تو اس کی مثال چٹیل زمین جیسی ہے جو نہ اگاتی ہے اور نہ پانی روکتی ہے۔ تو یہ بدبخت لوگ ہیں جنہوں نے جہالت کے پستان سے پرورش پائی اور اسی پر رضامند رہے۔

علماء کی فضیلت میں ابو داود اور ترمذی روایت کرتے ہیں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اور یہ صحیح حدیث ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ [1]۔ جس نے علم کی تلاش میں کسی راستے کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے راستے کو آسان کر دیگا۔ اور فرشتے طالبِ علم کی رضا میں اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں، اور آسمان اور زمین میں جو بھی ہے وہ طالب علم کے لئے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی۔ اور کسی عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چاند کی تمام ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء نے میراث میں نہ دینار چھوڑے اور نہ درہم بلکہ ان کی میراث علم ہے۔ تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے (انبیاء کی میراث کا) بڑا حصہ حاصل کر لیا۔

تو اس عظیم حدیث میں بہت سارے وجوہات سے علماء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جیسے فرشتوں کی تعظیم اور ان کی محبت اہلِ علم کے لئے، آسمان و زمین کی ہر مخلوق کا طالبِ علم کے لئے استغفار کرنا یہاں تک کہ مچھلیوں کا ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرنا۔ اور اس کی حکمت یہ ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کسی عالم کا معروف کے لئے حکم دینا اور منکر سے روکنا بندوں کی نجات کا سبب ہے اور اس کا فائدہ تمام مخلوقات پر ہوتا ہے اس برکت کے حصول کے ساتھ جو بندوں کی اطاعت کے سبب پہنچتی ہے۔ اس حدیث میں عالم اور عابد کا موازنہ کیا گیا ہے جس سے ہر ایک کی منزلت واضح ہوتی ہے۔ عالم ایک عابد کے سامنے ایسا ہے جیسا پورا چاند جس کی روشنی افق تک پھیلی ہوتی ہے اور اپنے اس نور سے پورے جہاں کو وہ روشن کرتا ہے برعکس ستاروں کے جس کی روشنی اسی تک یا اس کے قریب تک ہی محدود رہتی ہے۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ ایک فقیہ ابلیس پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے [2]۔

---

[1] اس حدیث کو اس لفظ سے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ دیکھئے سنن ابن ماجہ: ۲۲۳۔ ابو داود اور ترمذی نے بھی مختلف الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۶۲۹۷

[2] (جامع بیان العلم وفضلہ: ۱/۶۴)۔ علامہ البانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے

اس حقیقت کو ابن عبد البر رحمہ اللہ نے جامع بیان العلم وفضلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے بیان کیا ہے کہ شیطانوں نے ابلیس سے کہا کہ کیا بات ہے کہ ہم تجھے کسی عالم کی موت پر اتنا خوش دیکھتے ہیں جو کسی عابد کی موت پر نہیں دیکھتے؟ تو اس نے کہا: چلو میرے ساتھ۔ تو وہ سب ایک عابد کے پاس گئے جو نماز پڑھ رہا تھا۔ اس عابد سے کہا کہ ہم تم سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں۔ ابلیس نے اس سے کہا: کیا تیرا رب اس چیز پر قادر ہے کہ وہ دنیا کو ایک انڈے میں کر دے؟ تو اس (عابد) نے جواباً کہا: نہیں! تو ابلیس نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا: دیکھا تم نے! ایک گھڑی میں یہ کافر ہو گیا۔ پھر وہ ایک عالم کے پاس گیا جو اپنے حلقے میں بیٹھا اپنے ساتھیوں کو حدیث بیان کر رہا تھا۔ اس نے کہا: ہم تم سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا: پوچھ۔ (ابلیس نے) اس سے پوچھا: کیا تیرا رب اس چیز پر قادر ہے کہ وہ دنیا کو ایک انڈے میں کر دے؟ اس (عالم) نے جواباً کہا: ہاں! پوچھا: کیسے! اس (عالم) نے کہا: اس لئے کہ (اللہ فرماتا ہے) کن فیکون یعنی۔ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے! ابلیس نے کہا: دیکھا تم نے یہ اس سے زیادہ نہیں مگر میرے لئے یہ زیادہ فساد کن ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ: ۱/۶۵)۔

تو ان آثار سے عالم اور عابد کا فرق ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بعد ایک عالم کی کیا فضیلت ہے۔

حدیث سے علماء کی فضیلت اس طرح بھی ہے کہ اللہ نے علماء کو انبیاء کا وارث بنایا ہے اور یہ سب سے بڑی فضیلت ہے اہلِ علم کی کیونکہ انبیاء اللہ کے سب سے بہترین مخلوق ہیں تو ان کے وارث ان کے بعد سب سے بہترین ہوئے۔ اس کا مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ علماء انبیاء کے سب سے قریب ترین لوگ ہیں کیونکہ میراث انہیں کو ملتی ہے جو سب سے قریب ترین لوگ ہوتے ہیں۔

اس سے جو فائدہ ملتا ہے وہ یہ ہے کہ امت کو ان کی اطاعت، احترام، توقیر اور تعظیم پر ابھارنا اور یہ کہ ان سے محبت دین کا حصہ ہے اور ان سے بغض و نفرت کرنا دین کے منافی ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: علماء سے محبت کرنا دین ہے جسے وہ مانتے ہیں (مفتاح دار السعادۃ از ابن القیم (۱/۶۶)۔

یہ رسالہ شیخ عبد السلام بن برجس آل عبد الکریم کے محاضرے بعنوان من هم العلماء کے پہلے نقطے کی تفریغ کا مع اختصار اردو ترجمہ ہے۔